بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ — عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

یوم جمعہ

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۴/۱۹	۲۳ شہادہ ۱۳۴۴ھش ۲۰ ذوالحجہ ۱۳۸۴ھ ۲۳ اپریل ۱۹۶۵ء	نمبر ۹۰

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۲۲ اپریل بوقت ۷½ بجے صبح

کل حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی رہی۔ اِس وقت بھی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمدللہ

احباب حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے دعائیں جاری رکھیں ؏

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

شریعت کے دو ہی پہلو اور بڑے حصّے ہیں ایک حق اللہ دوسرا حق العباد

اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی فضل ہو تو انسان اِن دو پہلوؤں پر قائم رہ سکتا ہے

"شریعت کے دو ہی پہلو اور بڑے حصّے ہیں جن کی حفاظت ہر انسان کو ضروری ہے ایک حق اللہ اور دوسرا حق العباد۔

حق اللہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اس کی عبادت، اس کے خوف، اس کی اطاعت میں، اس کی ذات میں، صفات میں کسی کو شریک اور برابر نہ بنایا جائے۔ اور حق العباد یہ کہ تکبر، خیانت، ظلم وغیرہ بدخلقی کسی نوع کی اپنے کسی بھائی سے نہ کی جاوے۔ گویا اخلاقی حصّہ میں کسی قسم کا فتور واقع نہ ہو اور کما حقّہ حقوق اخوت کی نگہداشت کی جاوے۔ سننے میں تو یہ دو ہی فقرے ہیں مگر عمل کرنے میں بہت ہی مشکل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی فضل ہو تو انسان ان دو پہلوؤں پر قائم رہ سکتا ہے۔

کسی میں قوتِ غضبی بڑھی ہوئی ہوتی ہے جب ذرا سی بات پر غضب میں آجاتا ہے اور قوتِ غضبی جوش مارتی ہے، تو دل اس کا پاک رہ سکتا ہے نہ زبان۔ دل میں کینہ رکھتا ہے اور اندر ہی اندر اپنے بھائی کے خلاف ناپاک منصوبے سوچتا رہتا ہے اور زبان سے گالی دیتا ہے۔ کسی کی قوتِ شہوت غالب ہوتی ہے اور وہ اس میں گرفتار ہو کر حدود اللہ کو توڑتا ہے۔ غرضیکہ جب تک انسان کی اخلاقی حالت درست نہ ہو وہ کامل ایمان جو منعم علیہ میں داخل کرتا ہے اور جس کے ذریعہ سچی معرفت کا نور پیدا ہوتا ہے داخل نہیں ہوتا۔ پس سچا موحد بننے کے بعد اخلاقی حالت کی اصلاح کے لئے حتی الوسع کوشش دن رات کرنی چاہیئے۔"

(تقریر حضرت اقدس جلسہ سالانہ ۱۹۰۴ء صـ ۲۲)

اخبار احمدیہ

○ حضرت سیدہ چھوٹی آپا صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق کراچی سے آمدہ تازہ اطلاع مظہر ہے کہ ڈاکٹر نے بے ہوش کر کے ریڑھ کی ہڈی کو جو سیٹ کیا تھا اس کی حالت بہتر ہو رہی ہے اس کے بعد اب حضرت سیدہ موصوفہ کو ایک دو قدم چلایا بھی گیا ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ موصوفہ کو اپنے فضل سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین

○ ربوہ — آج مورخہ ۲۲ اپریل بروز جمعرات مسجد مبارک میں بعد نماز مغرب خدام الاحمدیہ کا ماہانہ اجلاس منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں تمام خدام و اطفال کی شمولیت لازمی ہے اس اجلاس میں محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی ایک اہم تقریر ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ سنائی جائے گی۔

نیز مکرم سید محمود احمد صاحب ناصر "تعاون علی البر" کے موضوع پر خدام سے خطاب فرمائیں گے

(مہتمم مقامی)

○ ربوہ ۲۲ اپریل۔ محترم ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب دہلوی کافی عرصہ سے بعارضہ بندش پیشاب بہت بیمار ہیں۔ اب اگرچہ پہلے کی نسبت کسی قدر افاقہ ہے۔ تاہم کمزوری بہت زیادہ ہے احباب جماعت دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ محترم ڈاکٹر صاحب کو شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

○ مکرم امیر محمد صاحب سابق اکاؤنٹنٹ دفتر الفضل حال پیرو چک ضلع سیالکوٹ بہت بیمار ہیں۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مؤرخہ ۲۳ اپریل ۶۵ء

اللہ تعالیٰ رُوح کو دیکھتا ہے ظاہری اعمال کو نہیں دیکھتا

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس امر کو بارہا واضح فرمایا ہے کہ محض سلسلہ میں شامل ہو جانے سے وہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے جماعتِ احمدیہ کو کھڑا کیا ہے۔ محض مامور من اللہ کو مان لینا ہی اس مقصد کی تکمیل کے لئے کافی نہیں ہے۔ جب تک ایک احمدی بجان و دل سلسلہ کے کاموں میں حصہ نہیں لیتا محض یہ امر کہ اس نے بیعت کر لی ہے اس کو کوئی فائدہ نہیں دے سکتے اور نہ اس سے اصلاح نفس کا ہی مقصد حاصل ہو سکتا ہے۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"سب لوگ یاد رکھو کہ رسمی طور پر بیعت میں داخل ہونا یا مجھ کو امام سمجھ لینا اتنی ہی بات نجات کے واسطے ہرگز کافی نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ دلوں کو دیکھتا ہے وہ زبانی باتوں کو نہیں دیکھتا۔

نجات کے واسطے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے بار بار فرمایا ہے وہی ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ اوّل سچے دل سے اللہ تعالےٰ کو وحدہٗ لاشریک سمجھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی یقین کرے اور قرآن شریف کو کتاب اللہ سمجھے کہ وہ ایسی کتاب ہے کہ قیامت تک اب اور کوئی کتاب یا شریعت نہ آئے گی یعنی قرآن شریف کے بعد اب کسی کتاب یا شریعت کی ضرورت نہیں ہے۔ دیکھو خوب یاد رکھو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاءؐ ہیں یعنی ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نئی شریعت اور نئی کتاب نہ آئے گی۔ نئے احکام نہ آئیں گے۔ یہی کتاب اور یہی احکام رہیں گے۔ جو الفاظ میری کتابوں میں نبی یا رسول کے میری نسبت پائے جاتے ہیں اس میں ہرگز یہ منشاء نہیں ہے کہ کوئی نئی شریعت یا نئے احکام سکھائے جاویں بلکہ منشاء یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی ضرورتِ حقّہ کے وقت کسی کو مامور کرتا ہے تو ان معنوں سے کہ مکالماتِ الٰہیہ کا شرف اس کو دیتا ہے اور غیب کی خبریں اس کو دیتا ہے اس پر نبی کا لفظ بولا جاتا ہے اور وہ مامور نبی کا خطاب پاتا ہے۔ یہ معنے نہیں ہیں کہ نئی شریعت دیتا ہے یا وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو نعوذ باللہ منسوخ کرتا ہے بلکہ یہ جو کچھ اسے ملتا ہے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی سچی اور کامل اتباع سے ملتا ہے اور بغیر اسکے مل سکتا ہی نہیں۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد ششم صفحہ ۲۳۵)

آپ نے ایک مامور من اللہ کی بعثت کی ضرورت واضح کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

"جب زمانہ میں گناہ کثرت سے ہوتے ہیں اور اہلِ دنیا ایمان کی حقیقت نہیں سمجھتے اور ان کے پاس پوست یا ہڈی رہ جاتی ہے اور مغز اور لُب نہیں رہتا۔ ایمانی قوت کمزور ہو جاتی ہے اور شیطانی تسلّط اور غلبہ بڑھ جاتا ہے۔ ایمانی ذوق اور حلاوت نہیں رہتی۔ ایسے وقتوں میں عادت اللہ اس طرح پر جاری ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے ایک کامل بندہ کو جو خدا تعالےٰ کی سچی اطاعت میں فنا شدہ اور محو ہوتا ہے اپنے مکالمہ کا شرف بخش کر بھیجتا ہے اور اب اس وقت اس نے مجھے مامور کر کے بھیجا ہے کیونکہ یہی وہ زمانہ ہے جس میں الٰہی محبت بالکل ٹھنڈی ہو گئی ہے۔" (ایضاً)

ان الفاظ سے واضح ہے کہ ہم نے جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس زمانہ کا امام مانا ہے تو اس سے صرف یہ غرض نہیں ہے کہ ہم نے ایک سچائی کو تسلیم کر لیا ہے بلکہ اس سے حقیقی غرض یہ ہے کہ ہم آپ کی رہنمائی میں اپنے اعمال میں وہ حقیقی روح پیدا کریں جو انسان کو انفرادی طور پر اور اقوام کو اجتماعی طور پر اللہ تعالیٰ کی راہ میں فعّال بنا دیتی ہے۔

اس کی وضاحت کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:۔

"اگرچہ عام نظر میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ لوگ لا الٰہ الا اللہ کے بھی قائل ہیں پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی بھی زبان سے تصدیق کرتے ہیں۔ بظاہر نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ روزے بھی رکھتے ہیں مگر اصل بات یہ ہے کہ روحانیت بالکل نہیں رہی اور دوسری طرف ان اعمال صالحہ کے مخالف کام کرنا ہی شہادت دیتا ہے کہ وہ اعمال اعمال صالحہ کے رنگ میں نہیں کئے جاتے بلکہ رسم اور عادت کے طور پر کئے جاتے ہیں کیونکہ ان میں اخلاص اور روحانیت کا شمہ بھی نہیں ہے ورنہ کیا وجہ ہے کہ ان اعمال صالحہ کے برکات اور انوار ساتھ نہیں ہیں۔ خوب یاد رکھو کہ جبتک سچے دل سے اور روحانیت کے ساتھ یہ اعمال نہ ہوں کچھ فائدہ نہ ہوگا اور یہ اعمال کام نہ آئیں گے۔ اعمال صالحہ اسی وقت اعمال صالحہ کہلاتے ہیں جب ان میں کسی قسم کا فساد نہ ہو۔ صلاح کی ضد فساد ہے۔ صالح وہ ہے جو فساد سے مبرّا منزّہ ہو۔ جن کی نمازوں میں فساد ہے اور نفسانی اغراض چھپے ہوئے ہیں۔ ان کی نمازیں اللہ تعالےٰ کے واسطے ہرگز نہیں ہیں۔ اور وہ زمین سے ایک بالشت بھی اوپر نہیں جاتی ہیں کیونکہ ان میں اخلاص کی روح نہیں اور وہ روحانیت سے خالی ہیں۔" (ایضاً صفحہ ۲۴۷)

مزید وضاحت کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:۔

"یاد رکھو اللہ تعالےٰ روح اور روحانیت پر نظر کرتا ہے۔ وہ ظاہری اعمال پر نگاہ نہیں کرتا۔ وہ ان کی حقیقت اور اندرونی حالت کو دیکھتا ہے کہ ان کے اعمال کی تہہ میں خودغرضی اور نفسانیت ہے یا اللہ تعالیٰ کی سچی اطاعت اور اخلاص مگر انسان بعض وقت ظاہری اعمال کو دیکھ کر دھوکا کھا جاتا ہے جس کے ہاتھ میں تسبیح ہے یا وہ تہجّد و اشراق پڑھتا ہے۔ بظاہر ابرار و اخیار کے کام کرتا ہے تو اس کو نیک سمجھ لیتا ہے مگر خدا تعالےٰ کو تو پوست پسند نہیں۔ یہ پوست اور قشر ہے اللہ تعالےٰ اس کو پسند نہیں کرتا اور کبھی راضی نہیں ہوتا جب تک وفاداری اور صدق نہ ہو۔" (ایضاً صفحہ ۲۳۹)

ان ملفوظات سے واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جماعتِ احمدیہ کو کیوں کھڑا کیا ہے اور اس نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس زمانے میں کیوں مامور بنا کر بھیجا ہے۔ اس سے واضح ہے کہ جماعت احمدیہ کے کیا فرائض ہیں۔ دلوں میں ایمان جو مُردہ ہو چکا ہے اس کو ازسرِنو زندہ کرنا ہے۔ یہ کام ہے جو اس زمانہ میں اللہ تعالےٰ نے ہمارے سپرد کیا ہے۔ چنانچہ یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے اونچے کردار سے دنیا کے سامنے راستبازی اور نیکی کا ایک نمونہ پیش کریں۔

"آنے والی نسلیں آپ لوگوں کا مُنہ دیکھیں گی اور اسی نمونہ کو دیکھیں گی۔ اگر تم پورے طور پر اپنے آپ کو اس تعلیم کا عامل نہ بناؤ گے تو گویا آنے والی نسلوں کو تباہ کرو گے۔ انسان کی فطرت میں نمونہ پرستی ہے وہ نمونہ سے بہت جلد سبق لیتا ہے۔ ایک شرابی اگر کہے کہ شراب نہ پیئو یا ایک زانی کہے کہ زنا نہ کرو، ایک چور دوسرے کو کہے کہ چوری نہ کرو تو ان کی نصیحتوں سے دوسرے کیا فائدہ اُٹھائیں گے بلکہ وہ تو کہیں گے کہ بڑا ہی خبیث ہے وہ جو خود کرتا ہے اور دوسروں کو اس سے منع کرتا ہے۔ جو لوگ خود ایک بدی میں مبتلا ہو کر اس کا وعظ کرتے ہیں وہ دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ دوسروں کو نصیحت کرنے والے اور خود عمل نہ کرنے والے بے ایمان ہوتے ہیں اور اپنے واقعات کو چھوڑ جاتے ہیں۔ ایسے واعظوں سے دنیا کو بہت بڑا نقصان پہنچتا ہے۔"

(ایضاً صفحہ ۲۶۴)

زعمائے انصار اللہ توجہ فرمائیں

سالِ رواں کی پہلی سہ ماہی کا گوشوارہ جس میں ۳۱ مارچ ۱۹۶۵ء تک داخل خزانہ ہونے والی رقوم شامل ہیں تمام مجالس کو بھجوایا جا رہا ہے جن مجالس نے اس سال کے پہلے تین ماہ کا سو فیصد چندہ ادا نہ کیا ہو وہ براہ کرم اس کمی کو پورا کرنے کی طرف فوری طور پر توجہ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

قائد مالی
انصار اللہ مرکزیہ۔ ربوہ

اسلامی روزہ اور مسیحی روزہ کے اثرات

محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل

مسیحی رسالہ اخوت لاہور "مسیحی روزہ" کے عنوان سے لکھتا ہے:

"مسیحی روزے میں موت اور زندگی دونوں مفہوم پائے جاتے ہیں لیکن دیگر مذاہب کے روزوں میں فقط ایک مفہوم یعنی موت پایا جاتا ہے۔ ان کا نقطۂ نگاہ یہ ہوتا ہے کہ بذریعہ روزہ انسان گناہ کی نسبت مردہ ہو جاتے"

(اخوت لاہور مارچ ۱۹۶۵ء ص۶)

دوسرے مذاہب میں سے اسلام کے بارے میں تو یہ بیان سراسر غلط ہے کیونکہ اسلام نے جو روزے مقرر فرمائے ہیں ان کا اصل مقصد روحانی زندگی ہے۔ تقوےٰ اور پرہیزگاری کی ایسی زندگی جس میں انسان اللہ تعالیٰ سے شرف ہمکلامی پاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے لعلکم تتقون کے ساتھ ہی آیت واذا سألک عبادی عنی فانی قریب میں اس کا اعلان فرمایا ہے۔

عیسائیت میں روزہ کا جو تصور ہے اس کا اندازہ متی کے اس بیان سے ہو سکتا ہے جو لکھا ہے:

"اس وقت یوحنا کے شاگردوں نے اس کے پاس آکر کہا کیا سبب ہے کہ ہم اور فریسی تو اکثر روزہ رکھتے ہیں اور تیرے شاگرد روزہ نہیں رکھتے؟ یسوع نے ان سے کہا کیا براتی جب تک دولہا ان کے ساتھ ہے ماتم کر سکتے ہیں؟"

(متی ۹/۱۴-۱۵)

گویا یسوع مسیح کے نزدیک روزہ رکھنا ماتم ہے۔ ظاہر ہے کہ روزہ کے بارہ میں یہ تصور نہایت ہی ادنیٰ ہے بلکہ روزہ کی روحانی حقیقت سے سراسر ناواقفیت پر مبنی ہے۔ اس بیان سے یہ بھی ظاہر ہے کہ حضرت مسیحؑ کے حواری ان دنوں فی الواقعہ روزہ نہ رکھتے تھے۔ اور یوحنا کے شاگردوں کا اعتراض درست تھا۔

انجیل متی سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حواریوں نے ایک خاص قسم کے جن نکالنے سے اپنے آپ کو عاجز پایا اور مسیح سے پوچھا کہ ہم ایسا کیوں نہ کر سکے۔ تو آپ نے فرمایا کہ

"اپنے ایمان کی کمی کے سبب کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا۔ تو اس پہاڑ سے کہو گے کہ یہاں سے سرک کر وہاں چلا جا اور وہ چلا جائیگا اور کوئی بات تمہارے لئے ناممکن نہ ہوگی۔ مگر یہ قسم نماز اور روزہ کے بغیر نہیں نکل سکتی۔"

(متی ۱۷/۲۰-۲۱)

پادری صاحبان نے ان آیات کا آخری حصہ جس میں روزہ کا ذکر ہے اردو انجیل سے حذف کر دیا ہے۔ اگرچہ ابھی تک عربی اور انگریزی اناجیل میں یہ ذکر موجود ہے پادریوں کے اس عمل سے ظاہر ہے کہ ان کا نظریہ روزہ کے بارہ میں کیا ہے۔ ہم ان کی عملی زندگی پر اعتراض نہیں کرتے مگر سوال تو یہ ہے کہ کیا آج پادریوں میں مسیحی روزہ کا یہ اثر کہیں موجود ہے؟ اور کیا کوئی ان میں ہے جو انجیل کے معیار کے مطابق اپنے ایماندار ہونے کا ثبوت دے سکے؟

سچے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے قبولیت دعا کا نشان دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ بکثرت ان کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے اور اسلامی روزہ اس روحانی زندگی کے لئے کلید ہے۔

پس بلحاظ نتیجہ اسلامی روزہ اور مسیحیوں کے روزہ کا موازنہ کرنا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا ذریعہ

"روزہ روحانی ترقی کا ایک ایسا ذریعہ ہے جو تمام مذاہب میں مشترک طور پر نظر آتا ہے اور تمام اقوام روزوں سے برکتیں حاصل کرتی رہی ہیں۔ مذاہب کی ایک لمبی تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے جس کی اہمیت مذہبی دنیا میں ہمیشہ تسلیم کی جاتی رہی ہے اور اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ جس صورت اور جس شکل میں اسلام نے اس کو پیش کیا ہے۔ وہ باقی سب سے نرالی ہے۔"

(تفسیر سورۃ البقرہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ص ۳۷۳)

الٰہی جماعتیں اور دورِ ابتلاء

مکرم ملک محمود احمد صاحب لاہور

قدیم سے خدا تعالیٰ کا قانون ہے کہ جہاں وہ اپنے پیاروں کو زندگی کے ہر میدان میں فتوحات پر فتوحات عطا کرتا ہے۔ وہاں انہیں آزمائشوں کی کٹھالی میں بھی ڈالتا ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ وہ اپنے دعویٰ ایمان میں کس حد تک سچے ہیں اور یہ کہ مصائب کے وقت بھی اسی کی طرف جھکتے ہیں یا نہیں۔ لیکن جب وہ دیکھتا ہے کہ میرے یہ بندے ہر حال میں میری یاد کو ہی دل سے لگائے رکھتے ہیں۔ تو وہ جس نے وقتی طور پر انہیں آزمائش کے طور پر سخت مصائب میں ڈال رکھا ہوتا ہے پھر سے ماں کی طرح انہیں اپنی آغوش میں لے لیتا ہے۔ اور ان کی خوف کی حالت کو حالت امن میں بدل دیتا ہے۔

اسی مضمون کا ذکر کرتے ہوئے خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ

ام حسبتم ان تدخلوا الجنة ولما یاتکم مثل الذین خلوا من قبلکم مستهم البأساء والضراء وزلزلوا حتی یقول الرسول والذین آمنوا معه متی نصر الله الا ان نصر الله قریب۔

(سورۃ البقرہ آیت ۲۱۴)

یعنی (اے وہ جو ایمان کا دعویٰ کرتے ہو) کیا تم نے سمجھ رکھا ہے کہ تم اس حالت میں سے گزرے بغیر ہی کہ جس میں سے تم سے پہلے لوگ گزر چکے ہیں جنت کے وارث بن جاؤ گے۔ انہیں تو سخت تنگیوں اور تکلیفوں میں سے گزرنا پڑا اور ان پر مصائب کے بیشمار زلزلے آئے یہاں تک کہ (اس وقت کے) رسول اور ان کے ساتھ والے مومن پکار اٹھے کہ خدا تعالیٰ کی مدد کب آئے گی۔ مطلع رہو خدا کی مدد یقیناً بہت قریب ہے۔

خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم پر جو مصائب آئے اور بے شمار تکالیف جس سے آپ کو گزرنا پڑا۔ آپ پر سر راہ کوڑا کرکٹ پھینک دیا جاتا اور نماز پڑھتے وقت آپ کی کمر پر اونٹ کی اوجھڑی رکھ دی جاتی۔ آپ کے صحابہ رضؓ کو گرمیوں کی چلچلاتی دھوپ میں ریت پر گھسیٹا جاتا۔ اور لوہے کی گرم سلاخیں ان کے مطہر جسموں پر رکھی جاتیں۔ ایک دفعہ صحابہ رضؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! ان مصیبتوں کا خاتمہ کب ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ تم ابھی سے گھبرا گئے ہو۔ تم سے پہلے مومنوں کے سروں پر تو آرے رکھ کر انہیں چیر ڈالا گیا تھا۔

اپنی [illegible] سالہ تاریخ میں جماعت احمدیہ کو بھی پہلی خدائی جماعتوں کی طرح ہر قسم کے دور سے گزرنا پڑا ہے۔ اس پر انتہائی خوشیوں کے دور آئے ہیں۔ اور ایسے وقت بھی بارہا آئے ہیں کہ جب کوتاہ بینوں نے یہی سمجھا کہ اب یہ جماعت صفحۂ ہستی سے نابود ہو جائیگی۔ ایک اسی قسم کا بحران حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے وقت آیا کہ جب ایک گروہ نے خود کو نظام خلافت سے الگ کر لیا۔ اور جب یہ گروہ دعوے کر رہا تھا کہ جماعت کا پچانوے فی صد حصہ ہمارے ساتھ ہے تو دشمنوں نے گھی کے چراغ جلائے کہ یہ بٹوارہ جماعت کے زوال کا باعث ہوگا۔ لیکن جب خدا تعالیٰ کے ایک مقرب بندے اور اس کے جانثار ساتھیوں نے اس خوف کے زمانہ میں راتوں کو اٹھ اٹھ کر خدا تعالیٰ کو ہی پکارا تو اس نے اپنے قدیم قانون کے مطابق ان کی خوف کی حالت کو امن سے بدل دیا۔

خلافت ثانیہ کا عہد کہ جو بلاشبہ زریں عہد کہلانے کا حقدار ہے اپنی جلو میں کتنے ہی ہنگاموں اور فتنوں کو لئے ہوتے ہے۔ اس دور میں ابتلا کئی شکلوں میں نمودار ہوئے مثلاً مستریوں کا فتنہ۔ احراریوں کا ہنگامہ تقسیم ملک کے وقت قادیان سے ہجرت کا بحران۔ ۱۹۵۳ء کے فسادات اور ۱۹۵۶ء کا فتنہ انکار خلافت۔ غرض کتنی ہی مشکلات تھیں جو اس عرصہ میں ظاہر ہوئیں۔ لیکن جیسا کہ مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت محمود ایدہ اللہ الودود کے لئے دعا فرمائی تھی کہ

دے اس کو عمر و دولت
کر دور ہر اندھیرا

ہر اندھیرا ایسے دور ہوا کہ جیسے کبھی کچھ ہوا ہی نہ تھا۔

جس طرح خدا تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ وہ اپنی جماعتوں کو ابتلاؤں میں سے ضرور گذارتا ہے۔ اسی طرح اس کا یہ بھی دستور ہے کہ ان ابتلاؤں سے انہیں اس وقت تک رہائی نہیں دیتا جب تک کہ وہ عبادات اور دعاؤں اور قربانیوں کو انتہا تک پہنچا نہیں دیتے۔ ہمارا خدا وعدوں کا سچا ہے وہ بہت دیر اپنے مومن بندوں کو آزمایا نہیں کرتا۔ بیشک

دیکھتا ہے کہ اس کے بندوں نے قربانیوں میں آگے کی طرف ہی قدم بڑھایا ہے تو اس کی رحمت جوش میں آتی ہے اور وہ ابتلاء کا دَور اُن بندوں میں ایک اور طرح کا ہی نکھار پیدا کر کے گزر جایا کرتا ہے۔

ابتلاء کے دَور کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس جو ہر منزل کے لئے روشنی کے ایک مینار کی حیثیت رکھتا ہے یہاں پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"عشق اوّل سرکش و خونی بود
تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

ابتلاء جو اوائل حال میں انبیاء اور اولیاء پر نازل ہوتا ہے اور باوجود عزیز ہونے کے ذلّت کی صورت میں اُن کو ظاہر کرتا ہے اور باوجود مقبول ہونے کے کچھ مردود سے کر کے ان کو دکھاتا ہے۔ یہ ابتلاء اس لئے نازل نہیں ہوتا کہ ان کو ذلیل اور خوار اور تباہ کرے یا صفحۂ عالم سے ان کا نام و نشان مٹا دیوے کیونکہ یہ تو ہرگز ممکن ہی نہیں کہ خداوند عزّ و جلّ اپنے پیار کرنے والوں سے دشمنی کرنے لگے اور اپنے سچے اور وفادار عاشقوں کو ذلّت کے ساتھ ہلاک کر ڈالے بلکہ حقیقت میں وہ ابتلاء کہ جو شیر ببر کی طرح اور سخت تاریکی کی مانند نازل ہوتا ہے اس لئے نازل ہوتا ہے کہ تا اس برگزیدہ قوم کو قبولیت کے بلند مینار تک پہنچا دے اور الٰہی معارف کے باریک دقیقے ان کو سکھاوے۔ یہی سنّت اللہ ہے۔ جو قدیم سے خدائے تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کے ساتھ استعمال کرتا چلا آیا ہے۔ زبور میں حضرت داؤدؑ کی ابتلائی حالت میں عاجزانہ نعرے اسی سنت کو ظاہر کرتے ہیں اور انجیل میں آزمائش کے وقت میں حضرت مسیحؑ کی غریبانہ تضرعات اسی عادت اللہ پر دال ہیں اور قرآن شریف اور احادیثِ نبویہ میں جناب فخر الرسلؐ کی عبودیت سے ملی ہوئی ابتہالات اسی قانونِ قدرت کی تصریح کرتے ہیں۔ اگر یہ ابتلاء درمیان میں نہ ہوتا تو انبیاء اور اولیاء ان مدارجِ عالیہ کو ہرگز نہ پا سکتے کہ جو ابتلاء کی برکت سے انہوں نے پائے۔ ابتلاء نے ان کی کامل وفاداری اور مستقل ارادے اور جانفشانی کی عادت پر مُہر لگا دی اور ثابت کر دکھایا کہ وہ آزمائش کے زلازل کے وقت کس اعلیٰ درجہ کا استقلال رکھتے ہیں اور وفادار اور عاشق صادق ہیں کہ ان پر آندھیاں چلیں اور سخت سخت تاریکیاں آئیں اور بڑے بڑے زلزلے ان پر وارد ہوئے اور وہ ذلیل کئے گئے اور جھوٹوں اور مکّاروں اور بے عزّتوں میں شمار کئے گئے اور اکیلے اور تنہا چھوڑے گئے یہاں تک کہ ربّانی مددوں نے بھی جن کا ان کو بڑا بھروسہ تھا کچھ مدت تک مُنہ چھپا لیا اور خدا تعالیٰ نے اپنی مربیانہ عادت کو بہ یکبارگی کچھ ایسا بدل دیا کہ جیسے کوئی سخت ناراض ہوتا ہے اور ایسا انہیں تنگی و تکلیف میں چھوڑ دیا کہ گویا وہ سخت مورد غضب ہیں اور اپنے تئیں ایسا خشک سا دکھلایا کہ گویا وہ ان پر ذرا مہربان نہیں بلکہ ان کے دشمنوں پر مہربان ہے اور ان کے ابتلاؤں کا سلسلہ بہت طول کھینچ گیا۔ ایک کے ختم ہونے پر دوسرا اور دوسرے کے ختم ہونے پر تیسرا ابتلاء نازل ہوا۔ غرض جیسے بارش سخت تاریک رات میں نہایت شدت و سختی سے نازل ہوتی ہے ایسا ہی آزمائشوں کی بارشیں ان پر ہوئیں پر وہ اپنے پکے اور مضبوط ارادہ سے باز نہ آئے اور سست اور شکستہ دل نہ ہوئے بلکہ جتنا مصائب و شدائد کا بار ان پر پڑتا گیا اتنا ہی انہوں نے قدم آگے بڑھایا اور جس قدر وہ توڑے گئے اسی قدر وہ مضبوط ہوتے گئے۔ اور جس قدر انہیں مشکلاتِ راہ کا خوف دلایا گیا اُسی قدر ان کی ہمت بلند اور شجاعت ذاتی جوش میں آتی گئی۔ بالآخر وہ ان تمام امتحانات سے اوّل درجہ کے پاس یافتہ ہو کر نکلے اور اپنے کامل صدق کی برکت سے پورے طور پر کامیاب ہو گئے اور عزت اور حرمت کا تاج اُن کے سر پر رکھا گیا۔ اور تمام اعتراضات نادانوں کے ایسے حباب کی طرح معدوم ہو گئے کہ گویا وہ کچھ بھی نہیں تھے۔ غرض انبیاء و اولیاء ابتلاء سے خالی نہیں ہوتے بلکہ سب سے بڑھ کر انہیں پر ابتلاء نازل ہوتے ہیں اور انہیں کی قوتِ ایمانی ان آزمائشوں کی برداشت بھی کرتی ہے عوام الناس جیسے خدا تعالیٰ کو شناخت نہیں کر سکتے ویسے اس کے خالص بندوں کی شناخت سے بھی قاصر ہیں بالخصوص ان محبوبانِ الٰہی کی آزمائش کے وقتوں میں تو عوام الناس بڑے بڑے دھوکوں میں پڑ جاتے ہیں گویا ڈوب ہی جاتے ہیں اور اتنا صبر نہیں کر سکتے کہ ان کے انجام سے منتظر رہیں۔ عوام کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ جلّ شانہ جس پودے کو ہاتھ سے لگاتا ہے اس کی شاخ تراشی اس غرض سے نہیں کرتا کہ اس کو نابود کر دیوے بلکہ اس غرض سے کرتا ہے کہ تا وہ پودا پھول اور پھل زیادہ لاوے اور اس کے برگ اور بار میں برکت ہو۔"

(روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۲۶)

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں توفیق دے کہ ہم ان "تمام امتحانات میں سے اول درجہ کے پاس یافتہ" ہو کر نکلیں۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی بارہویں تربیتی کلاس کا افتتاح

مورخہ ۱۶ اپریل ۱۹۶۵ء ۵ بجے شام بشیر ہال تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں مجلس خدام الاحمدیہ کی بارھویں تربیتی کلاس کا افتتاحی پروگرام عمل میں لایا گیا۔

تلاوت قرآن کریم۔ عہد و نظم کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب سلمہٗ صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ نے اپنے ایمان افروز خطاب سے تربیتی کلاس کا افتتاح فرمایا۔

آپ نے سورہ انفال کی ابتدائی آیات کی پُر معارف تفسیر بیان کرتے ہوئے نوجوانوں کو تربیتی کلاس کے پروگرام سے پوری سنجیدگی سے استفادہ کرنے کی تلقین فرمائی نیز فرمایا کہ ان ایام میں نوجوان جو کچھ سیکھیں اسے اپنے دل کی زمین میں بیج کی طرح جگہ دیں تا کہ وہ بیج نشوونما پا کر تربیت کا ایک مفید ذریعہ بن سکے۔ یہ ایام ایک ٹریننگ کیمپ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لہٰذا ان دنوں کم خفتن، کم گفتن اور کم خوردن پر عمل پیرا ہو کر مجاہدانہ زندگی کی تربیت حاصل کریں۔ آپ نے نوجوانوں کو دو امور کی طرف بالخصوص توجہ دلائی۔

اوّل یہ کہ اپنے اندر یہ یقین اور امید پیدا کریں کہ احمدیت کا مقصد بہرحال پورا ہو گا اور خدائے رحمان کی بادشاہت احمدیت کے ذریعہ ہی قائم ہو گی۔ اور اسلام کی فتح کا پرچم احمدیت کے ذریعہ ہی اکنافِ عالم میں لہرایا جائے گا۔

دوم۔ اس یقین کے ساتھ اپنے نفسوں کا محاسبہ کر کے اپنی تربیت کی طرف توجہ دیں۔

آپ کا ایمان افروز خطاب تقریباً سوا گھنٹہ جاری رہا۔ اس کے بعد آپ نے اجتماعی دعا کرائی۔ اس طرح دعاؤں کے ساتھ تربیتی کلاس کا افتتاح ہوا۔

تربیتی کلاس پندرہ روز تک جاری رہے گی جس میں ہر روز درس قرآن پاک و احادیث و فقہ کے مسائل کی تدریس کے علاوہ سلسلہ کے علمائے کرام مختلف موضوعات پر تقاریر فرمائیں گے صنعت و حرفت کا آسان اور دلچسپ کام بھی سکھایا جائے گا نیز مہتممین مرکزیہ اپنے اپنے شعبہ جات کا تعارف کرائیں گے

امسال مندرجہ ذیل پینتالیس مجالس کے کُل ایک سو پندرہ خدام اس کلاس میں شامل ہو رہے ہیں:۔

لاہور ۱۶۔ گنج مغلپورہ ۵۔ قصور ۴۔ دھوپ سڑی ۴۔ ہانڈو گوجرہ ۴۔ کوٹ محمد امیر ۲۔ شاہدرہ ۱۔ ربوہ ۲۲۔ احمد نگر ۴۔ جھنگ صدر ۳۔ فیروز والہ ۱۔ گوجرانوالہ ۳۔ وزیر آباد ۱۔ راہوالی ۱۔ قیام پور ورکاں ۱۔ حافظ آباد ۱۔ لائل پور ۲۔ چک ۵۶۵ ج۔ب ۱۔ چک ۹/۱۸ ج۔ب ۱۔ گوجرہ ۳۔ سمر شمیر روڈ ۲۔ گھسیٹ پور ۲۔ چک ۳۳۳ ج۔ب ۱۔ گجرات ۳۔ چک ۲۰ ۳۔ چک سکندر ۱۔ اوکاڑہ ۱۔ سبی (کوئٹہ) ۱۔ کراچی ۲۔ سیالکوٹ ۲۔ پشاور ۱۔ چارسدہ ۱۔ داتہ ضلع ہزارہ ۱۔ بالاکوٹ ۱۔ راولپنڈی ۳۔ چک لالہ ۱۔ جہلم ۱۔ میانی ۱۔ چک ۹۹ شمالی ۳۔ چک ۱۱ جنوبی ۱۔ سانگلہ ہل ۲۔ مڑھ بلوچاں ۱۔ ملتان ۱۔ ثمر آباد سندھ ۱۔ گوٹھ شاہدین ۱۔

جن مجالس نے اپنا کوئی بھی نمائندہ اس کلاس میں شمولیت کے لئے نہیں بھجوایا ان سے گزارش ہے کہ وہ نوجوانوں کو اس تربیتی موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

(مہتمم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

غیبت اور اس کے نقصانات

(بقیہ صفحہ ۵)

پس جہاں ہم نماز کے لئے مسجد میں نہ آنیوالوں کو نماز کے لئے بلاتے اور انہیں مناسب وعظ و تلقین کرتے ہیں۔ سگرٹ اور حقہ نوشی سے منع کرتے ہیں۔ سینما اور تھیٹر وغیرہ مخرب الاخلاق چیزوں کے دیکھنے سے روکتے ہیں وہاں ہمارے لئے یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ ہم اپنی اپنی جگہ اپنے اپنے مرتبہ کے لحاظ سے اپنے وعظ و نصیحت کا رُخ غیبت ایسے ناپاک مرض کے قلع قمع کرنے کی طرف بھی پھیر دیں۔ ہم معاشرہ کے ہر چھوٹے اور ہر بڑے، ہر مرد اور ہر عورت کے گوش گزار کر دیں کہ دوسروں کے عیب اچھالنے سے پیشتر اپنے نفس کو ذرا ٹٹول کر تو دیکھے۔ اپنے گریبان میں ذرا نظر تو ڈالے۔ اپنے دل کی گہرائیوں میں ذرا اُتر کر تو دیکھے اُسے ہزار بُرائیاں اور خامیاں اپنے اندر نظر آئیں گی جو دوسروں کی نگاہ میں بھی محل استہزاء۔ تمسخر اور حقارت بن سکتی ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ دوسروں کے عیوب کا تو تذکرہ ہو مگر اپنی اصلاح کی فکر نہ ہو۔ پس انسب اور اولیٰ یہی ہے کہ دوسروں کے عیوب کا تذکرہ کرنا چھوڑ کر اپنے عیبوں کی اصلاح کی فکر کی جائے تا کہ اس طرح معاشرہ کی فضا بھی خوشگوار رہے اور اپنی اصلاح بھی ہو جائے۔

غیبت اور اس کے نقصانات

> "جس نے دوسروں کے عیوب کا تذکرہ چھوڑ دیا اسے اپنے ذاتی عیوب کی اصلاح کی توفیق دی گئی۔" (عمر فاروقؓ)

(مکرم محمد یوسف صاحب سلیم متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ)

معاشرتی خرابیوں اور باہمی منافرت کا ایک بڑا سبب غیبت بھی ہے۔ اجتماعی زندگی کی بنیاد موانست اور مواخات پر استوار ہوتی ہے۔ آپس کے خوشگوار تعلقات معاشرتی ترقی کے ضامن ہوتے ہیں لیکن غیبت معاشرہ کی ترقی و بقا کے لئے سم قاتل کی حیثیت رکھتی ہے۔ بالخصوص ایسے معاشرہ میں جہاں واقفیت کا دائرہ وسیع اور آپس کے تعلقات بڑے قریب کے ہوتے ہیں وہاں غیبت کے نتائج اور بھی زیادہ نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔ معاشرہ کا یہ روگ اجتماعی شیرازہ بندی۔ ملی وحدت اور قومی یگانگت کی راہ میں سنگِ گراں بن کر حائل ہو جاتا ہے یہ ایک ایسا خطرناک مرض ہے جو معاشرہ کے ہر طبقہ اور ہر شعبہ میں لاحق نظر آتا ہے ایک لمحہ کے لئے بھی انسانی زندگی کو اس سے نجات نہیں۔ بڑے بڑے محلات سے جھونپڑوں کی تنگ و تاریک فضا تک، محراب و منبر کی بلندیوں سے میکدوں کی پستیوں تک، دانشگاہوں کی علمی منزلوں سے دیہاتی محفلوں کی شگفتگیوں تک۔ اور دفاتر کی ہنگامہ خیز فضا سے گھروں کے پُرسکون ماحول تک ہر جگہ غیبت کا کسی نہ کسی شکل میں دخل ضرور ہوتا ہے۔ لوگ دانستہ یا نادانستہ طور پر ایک دوسرے کی غیبت کرتے رہتے ہیں۔

غرض یہ ایک ایسا خطرناک مرض اور ایسا عام گناہ ہے کہ باوجود اس کے کہ اس کی حرمت و قباحت کے متعلق قرآن و احادیث میں تصریح موجود ہے پھر بھی اس کی اصلاح کی طرف عموماً بہت کم توجہ پائی جاتی ہے۔ غیبت کے مضر اثرات انسان کی ذات تک ہی محدود نہیں رہتے بلکہ اس سے سارا معاشرہ متاثر ہوتا ہے۔ دلوں میں نفاق۔ نفرت۔ حسد۔ بغض اور عداوت کے جذبات کو جگہ ملتی ہے۔ یہی جذبات آگے چل کر اجتماعیت کے لئے سم قاتل بنتے ہیں۔ خرمنِ امن کو تباہ و برباد اور قومی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے والے ثابت ہوتے ہیں۔

غیبت کچھ ایسی عادت اور زبان کو کچھ ایسی لت پڑ جاتی ہے کہ بسا اوقات کسی کی کوئی تنقیص بیان کی جا رہی ہوتی ہے لیکن معلوم بھی نہیں ہوتا کہ ایسا کرنا غیبت میں شمار ہوتا ہے۔ دراصل غیبت ایک ایسی بات کا نام ہے جس کا تعلق کسی دوسرے انسان کی ذات سے ہو اور اس کی عدم موجودگی میں وہ بات اس طرح بیان کی جائے کہ اگر وہ سُنے تو اسے قلبی اذیت یا ذہنی تکلیف پہنچے یا دیسے ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھے خواہ وہ بات یا عیب اس کی ذات میں پایا ہی کیوں نہ جاتا ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن صحابہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ جانتے ہو غیبت کس چیز کا نام ہے؟ انہوں نے عرض کیا اللہ اور اللہ کا رسولؐ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم اپنے بھائی کا ذکر اس طرح کرو کہ وہ اسے ناپسند کرے۔ صحابہؓ کہنے لگے یا رسولؐ اللہ! اگر وہ بات اس کے اندر پائی جاتی ہو تب بھی وہ غیبت ہے۔ آپؐ نے فرمایا اگر وہ بات اس کے اندر موجود ہے تو غیبت لیکن موجود نہ ہونے کی صورت میں تو بہتان ہے۔ (صحیح مسلم باب تحریم الغیبۃ)

غیبت کی شناعت کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے:۔

"لا یغتب بعضکم بعضاً
أیحب احدکم أن یاکل
لحم اخیہ میتاً فکرھتموہ"
(الحجرات: ۱۳)

تم میں سے بعض بعض کی غیبت نہ کیا کریں۔ کیا تم میں سے کوئی اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا۔ (اگر تمہاری طرف یہ بات منسوب کی جائے تو) تم اس کو ناپسند کرو گے (پھر غیبت کیوں کرتے ہو جو اتنی ہی بُری چیز ہے۔ (تفسیر صغیر)

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح بخاری میں اسی آیہ کریمہ کے نیچے حضرت ابن عباسؓ کی ایک حدیث لاتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ دو قبروں کے پاس سے گزرے آپؐ نے فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور یہ عذاب ان کے کسی کبیرہ گناہ کی پاداش میں نہیں بلکہ ایک کو تو اس لئے عذاب مل رہا ہے کہ وہ پیشاب کرتے وقت ستر پوشی کا خیال نہیں رکھتا اور پیشاب کے چھینٹے پڑنے سے پرہیز نہیں کرتا تھا اور دوسرے کو عذاب اس لئے دیا جا رہا ہے کہ وہ ایک کی بات دوسرے سے نقصان پہنچانے اور فساد ڈلوانے کی نیت سے کیا کرتا تھا۔ (صحیح البخاری باب الغیبۃ)

امام صاحب موصوف اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد عمداً "النمیمۃ من الکبائر" اور "ما یکرہ من النمیمۃ" کے باب باندھے ہیں اور اس ترتیب میں یہ بتانا مقصود ہے کہ یہ دونوں باب مذکورہ بالا حدیث کے تسلسل میں اور اس کی مزید تشریح اور توضیح ہی ہیں۔ ان دو بابوں میں آپ نے قرآن کریم کی آیاتِ کریمہ "ھمّاز مشّاء بنمیم" (القلم: ۱۲) اور "ویل لکل ھمزۃ لمزۃ" (الھمزۃ: ۲) سے غیبت کی شناعت پر استدلال کرتے ہوئے حضرت حذیفہ بن الیمانؓ سے یہ حدیث بیان کی ہے جس میں آتا ہے "لا یدخل الجنۃ قتّاتٌ" کہ پیٹھ پیچھے باتیں کرنیوالا (جسے انگریزی میں Back-biter کہتے ہیں) جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ اس حدیث کے لفظ قتات کی صحیح بخاری کے حاشیہ میں یہ تشریح بیان ہوئی کہ قتات اور نمّام ایک ہی شخص کو کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک نمّام وہ شخص ہے جو کسی معاملہ کے نپٹانے کے وقت حاضر ہوتا ہے اور بجائے اس کے کہ وہ اس معاملہ کو رازداری میں رکھے وہ اُسے آگے دوسرے آدمیوں تک پہنچا دیتا ہے اور قتات وہ شخص ہے جو کوئی بات سنتا ہے اور اس کی حقیقت حال پر آگاہی حاصل کئے بغیر اِدھر اُدھر بیان کئے پھرتا ہے۔ اسی طرح نمیمت (چغل خوری) اور غیبت میں صرف اتنا فرق ہے کہ چغلی تو یہ ہے کہ کسی آدمی کی حالت کا کسی دوسرے شخص کے سامنے اس رنگ میں بیان کرنا کہ جس سے فساد کا اندیشہ ہوتا ہو اور غیبت یہ ہے کہ وہ بات جس کے متعلق کہی جائے جب وہ سُنے تو اسے ناپسند کرے۔

غرض غیبت اور نمیمت یعنی چغل خوری وغیرہ خواہ کسی شکل میں ہو معاشرتی فضا کو مکدر اور فتنہ و فساد کو ہوا دیتی ہے۔ ان کے اثرات بڑے گہرے اور ان کے نتائج بڑے بھیانک نکلتے ہیں۔ اس مذموم عادت اور اس ذلیل حرکت سے بچنے کیلئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں ؎

خیر اندیشی احباب رہے مدنظر
عیب چینی نہ کرو مفسد و نمام نہ ہو

کسی کی غیبوبت میں اپنی آتش انتقام کو فرو کرنے کے لئے کسی کا ٹھٹھے اور مذاق کے رنگ میں ذکر کرنا یا اس کا تمسخر اڑانا یا ایسے الفاظ میں ذکر کرنا جس سے اس کا استہزاء اور حقارت مقصود ہو یہ سب غیبت کی انتہائی مکروہ شکلیں ہیں جن سے بچنا نہایت ضروری ہے ورنہ وہ ہم آہنگی اور یکجہتی جو معاشرتی ترقی کے لئے جزو لاینفک ہے پیدا نہیں ہو سکتی۔ غیبت کی وجہ سے نہ اتحاد کی روح پیدا ہو سکتی ہے اور نہ ہی معاشرہ ترقی کی منازل پر گامزن رہ سکتا ہے۔

اس بارہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد ہے اور کتنا پیارا ارشاد ہے:۔

"قرآن کریم کی یہ تعلیم ہرگز نہیں ہے کہ عیب کو دیکھ کر اُسے پھیلاؤ اور دوسروں سے تذکرہ کرتے پھرو بلکہ وہ فرماتا ہے تواصوا بالصبر وتواصوا بالمرحمہ کہ وہ صبر اور رحم سے نصیحت کرتے ہیں۔ مرحمہ یہی ہے کہ دوسرے کے عیب دیکھ کر اسے نصیحت کی جائے اور اس کیلئے دعا بھی کی جائے۔ دعا میں بڑی تاثیر ہے اور وہ شخص بہت ہی قابلِ افسوس ہے کہ ایک کے عیب کو بیان تو سو مرتبہ کرتا ہے لیکن دعا ایک مرتبہ بھی نہیں کرتا۔ عیب کسی کا اس وقت بیان کرنا چاہیئے جب پہلے کم از کم چالیس دن اس کے لئے رو رو کر دعا کی ہو سعدی نے کہا ہے:

"خدا داند و بپوشد ہمسایہ نداند و خروشد"

خدا تو جان کر پردہ پوشی کرتا ہے مگر ہمسایہ کو علم نہیں ہوتا اور شور کرتا پھرتا ہے۔ تمہیں چاہیئے کہ تخلقوا باخلاق اللہ بنو۔ ہمارا یہ مطلب نہیں کہ عیب کے حامی بنو بلکہ یہ کہ اشاعت اور غیبت نہ کرو کیونکہ کتاب اللہ میں جیسا آگیا ہے تو یہ گناہ ہے کہ اس کی اشاعت اور غیبت کی جائے شیخ سعدی کے دو شاگرد تھے ایک ان میں حقائق و معارف بیان کرتا تھا اور دوسرا جلا بھنا کرتا تھا۔ آخر پہلے نے سعدی سے بیان کیا کہ جب میں کچھ بیان کرتا ہوں تو دوسرا جلتا ہے اور حسد کرتا ہے۔ شیخ نے جواب دیا کہ ایک نے راہ دوزخ اختیار کی اور تو نے غیبت کی۔ غرض کہ یہ سلسلہ چل نہیں سکتا جب تک رحم۔ دعا۔ ستاری اور مرحمہ آپس میں نہ ہو۔" (الحکم ۱۷-۲۲ جولائی ۱۹۰۴ء)

(باقی ص ۶ پر)

وصایا

ضروری نوٹ :- مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز اور صدر انجمن احمدیہ قادیان کی منظوری سے قبل صرف اس لئے شائع کی جارہی ہیں تا اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو پندرہ دن کے اندر اندر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز - قادیان)

نمبر ۱۳۶۰۸:- میں عبد الصمد ولد سیٹھ محمد عبد الحی صاحب مرحوم قوم احمدی پیشہ تجارت عمر ۲۱ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن یادگیر ڈاکخانہ خاص ضلع گلبرگہ میسور سٹیٹ۔

میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے ایک دستی گھڑی قیمت -/۲۰۰ روپے (۲) الیکٹرک شیور -/۱۵۰۔ غیر منقولہ کوئی نہیں ہے میں اپنی ان مذکورہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری آئندہ جو جائداد ہوگی یا میری وفات کے وقت میری جو جائداد ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ مجھے اس وقت تجارتی کام سے -/۷۵ روپے ماہوار آمد ہو جاتی ہے میں اپنی موجودہ و آئندہ آمد کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

العبد۔ عبد الصمد موصی۔ گواہ شد محمد بشیر الدین ولد قاری محمد عثمان صاحب حسن منزل یادگیر۔ گواہ شد سیٹھ محمد عبد اللطیف صاحب ولد سیٹھ محمد عبد الحی صاحب مرحوم حسن منزل یادگیر

نمبر ۱۳۶۰۹:- رضیہ بیگم صاحبہ بیوہ سیٹھ عبد اللطیف صاحب مرحوم قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن حیدرآباد ڈاکخانہ خاص ضلع حیدرآباد صوبہ آندھرا۔

میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں (۱) حق مہر مبلغ -/۲۵۰۰ روپے (دو ہزار پانچ سو روپیہ) (۲) زیورات طلائی چندن ہار آٹھ تولے نکلس دو تولہ۔ انگوٹھیاں دو تولہ۔ کان کے زیور تین تولہ دست بند ۱/۲ ۱ تولہ۔ کڑے دس تولہ۔ چوڑیاں دس تولہ بالی ۱/۲ ۱ تولہ جملہ ۳۷ تولے۔ بحساب -/۱۲۵ روپے فی تولہ۔ کل جملہ قیمت زیور -/۴۶۲۵ روپے (چار ہزار چھ سو پچیس روپے) (۳) میں علی الحساب ایک روپیہ ماہوار حصہ آمد میں دیا کروں گی کیونکہ میری آمد اس وقت کوئی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ میری وفات کے وقت جو میری جائداد ثابت ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کا بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان وارث ہوگی۔ جو رقم میں اپنی زندگی میں ادا کروں گی وہ میرے حصہ جائداد میں سے منہا کردی جائے گی۔ الامۃ رضیہ بیگم موصیہ، گواہ شد۔ امۃ الحی بیگم زوجہ محمد اسمعیل وکیل (خالہ رضیہ بیگم) ۲۳ دسمبر ۱۹۶۴ء گواہ شد:۔ امۃ الحفیظ بیگم زوجہ محمد اسماعیل صاحب چنتہ کنٹہ (والدہ رضیہ بیگم) ۲۳ دسمبر ۱۹۶۴ء

گواہ شد۔ محمد اسماعیل فاضل وکیل یادگیر۔ ۲۳ دسمبر ۱۹۶۴ء گواہ شد۔ محمد اسحٰق ایل پی مکان ۹۴ اے کلاس حیدرآباد دکن ۲۳ دسمبر ۱۹۶۴ء

نمبر ۷۸۴۷:- میں عزیزہ فاطمہ بیگم زوجہ مولوی محمد سلیمان صاحب قوم صدیقی پیشہ خانہ داری عمر ۳۱ سال تاریخ بیعت ۱۹۶۴ء ساکن موضع حمبگاؤں ڈاکخانہ پوری ضلع بھاگلپور صوبہ بہار میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ (۱) بالائی طلائی نصف تولہ۔ مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ جو میرے خاوند محترم مولوی محمد سلیمان صاحب کے ذمہ واجب الادا ہے اس کے علاوہ مجھے اپنی والدہ مرحومہ سے ایک قطعہ زمین واقعہ اردو بازار بھاگلپور ملی ہے جس کی اندازاً قیمت ایک سو بیس روپیہ ہے میں اس کے ۱/۱۰ دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔

(۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی حصہ جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی

(۳) اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے بعد جس قدر میری جائداد ہو اس کے ۱/۱۰ دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

الامۃ:۔ عزیزہ فاطمہ بیگم معرفت ماسٹر محمد سلیمان صاحب اسسٹنٹ ٹیچر کے۔ دی۔ سکول کامیڈی ساکچی ڈاکخانہ کیمی پاسنہ ٹاٹا نگر۔ گواہ شد۔ محمد شجاعت علی موصی ۲۷۹۷۔ انسپکٹر بیت المال حلقہ یوپی۔ بہار۔ اڑیسہ گواہ شد محمد سلیمان بقلم خود۔ خاوند موصیہ۔

نمبر ۱۳۴۱۱:- میں ڈاکٹر محمد یونس ولد سید محمد یوسف صاحب قوم سید پیشہ ڈاکٹری عمر ۳۳ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن محلہ رام سر ڈاکخانہ بھاگلپور سٹی ضلع بھاگلپور۔ صوبہ بہار بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۹/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے والد صاحب بفضل تعالےٰ حیات ہیں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں اس وقت میری ماہوار آمد قریباً چارصد روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد ڈاکٹر محمد یونس ایم بی بی ایس، گواہ شد۔ مرزا منور احمد معاون ناظر بیت المال قادیان نزیل بھاگلپور گواہ شد۔ محمد حفیظ بقاپوری ایڈیٹر بدر قادیان بحال وارد بھاگلپور ۸/۹/۶۴۔

نمبر ۱۳۴۱۲:- میں امۃ السلام تبسم اہلیہ ڈاکٹر محمد یونس صاحب قوم سید پیشہ خانہ داری عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی ساکن بھاگلپور ڈاکخانہ خاص بہار بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷/۸/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ (۱) زیورات مالیتی ۱/۲ ۱ ہزار روپے (۲) حق مہر بذمہ خاوند مبلغ پانچ ہزار روپے۔ (۳) ایک عدد مشین سلائی قیمت -/۲۳۵ روپے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد حصہ جائداد داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم اور ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ (۴) اگر اس کے علاوہ یا اس کے بعد کوئی جائداد اور پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۵) اس کے علاوہ مجھے اپنے شوہر کی طرف سے مبلغ دس روپے جیب خرچ ملتا ہے۔ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اور تا زیست اس کا ۱/۱۰ بمد حصہ آمد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

الامۃ:۔ امۃ السلام تبسم (دستخط اردو)

گواہ شد۔ ڈاکٹر محمد یونس خاوند موصیہ۔

گواہ شد۔ محمد حفیظ بقاپوری ایڈیٹر بدر حال وارد بھاگلپور۔ قادیان

گواہ شد۔ مرزا منور احمد معاون ناظر بیت المال قادیان حال وارد بھاگلپور۔

نمبر ۱۳۴۱۳:- میں زہرا بیگم زوجہ محمد یوسف صاحب قوم سید پیشہ خانہ داری عمر ۵۱ سال پیدائشی احمدی سکنہ محلہ رام سر بھاگلپور بہار بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۸/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے:-

حق مہر بذمہ خاوند مبلغ چار ہزار روپے صرف اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد حصہ جائداد داخل کر کے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی اگر اس کے علاوہ یا اس کے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس کے علاوہ مجھے اپنے شوہر کی طرف سے مبلغ دس روپیہ ماہوار جیب خرچ ملتا ہے جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں اور تازیست اس کا ۱/۱۰ حصہ بمد حصہ آمد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ الامۃ زہرا بیگم (دستخط اردو) گواہ شد۔ محمد یوسف خاوند موصیہ محلہ رام سر بھاگلپور۔ گواہ شد۔ محمد حفیظ بقاپوری ایڈیٹر بدر قادیان حال وارد بھاگلپور۔ گواہ شد ڈاکٹر محمد یونس ایم بی بی ایس محلہ رام سر بھاگلپور۔ گواہ شد۔ مرزا منور احمد معاون ناظر بیت المال حال وارد بھاگلپور۔ قادیان

فہرست صدقہ برائے نادار مریضاں فضل عمر ہسپتال ربوہ

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر منور احمد صاحب —

مندرجہ ذیل احباب نے فضل عمر ہسپتال میں نادار مریضوں کے علاج وغیرہ کے سلسلہ میں صدقات کی رقوم بھجوائی ہیں جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ احباب دعا فرمائیں کہ ان دوستوں کی تمام بیماریوں اور پریشانیوں کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے دور فرمائے۔

یہ فہرست ۱۶/۱/۶۵ تا ۲۸/۲/۶۵ تک رقوم بھجوانے والے ان افراد کی ہے جنہوں نے دس روپے یا اس سے زائد رقوم بھجوائی ہیں۔

نام	پیسے	روپے
راشدہ مبارکہ صاحبہ بیگم حاجی عبد الرحمٰن صاحب رحمٰن آباد بانڈھی	۰۰	۲۵
چوہدری بشیر احمد صاحب ماڈرن موٹرز لمیٹڈ راولپنڈی	۰۰	۱۰
ملک محمد خورشید صاحب منٹگمری	۰۰	۱۵
ڈاکٹر محمد الدین صاحب میڈیکل آفیسر ہڑی ضلع ملتان	۰۰	۲۵
صادقہ خاتون صاحبہ "	۰۰	۱۰
ڈاکٹر کرنل سید ضیاء الحق صاحب حیدر آباد	۰۰	۱۰
ملک سعید احمد صاحب "	۰۰	۱۰
فضل الرحمٰن (اقبال) صاحب "	۰۰	۳۰
مبشر احمد صاحب کالونی سرحد ٹیکسٹائل ملز نوشہرہ	۰۰	۱۰
قانتہ بشریٰ صالحہ صاحبہ کھلن	۸۵	۹۸
ایم۔ اے ضیا صاحب پاک ایئر فورس سٹیشن سکیسر ضلع سرگودھا	۰۰	۱۰
احباب جماعت احمدیہ لالہ موسیٰ	۱۲	۱۷
" " چک ۱۶۶ مراد بہاولنگر	۰۰	۱۵
رضیہ سلطانہ صاحبہ خانیوال	۰۰	۱۰
بابو اقبال محمد خان صاحب گوجرانوالہ	۰۰	۵۰
کیپٹن ڈاکٹر محمد رمضان صاحب ربوہ	۰۰	۱۰۰
ڈاکٹر عبد الغنی صاحب گوجرانوالہ	۰۰	۱۰
مرزا محمد صدیق بیگ صاحب کراچی	۰۰	۲۰
مولوی صدر الدین صاحب کھوکھر	۰۰	۲۰
سید محمد اقبال شاہ صاحب نیروبی ایسٹ افریقہ	۰۰	۱۷۵
حضرت سیدہ ام متین صاحبہ ربوہ	۰۰	۱۰
سید لال حسین شاہ صاحب کرم پورہ	۰۰	۱۳
شیخ ناصر احمد صاحب سمندری روڈ لائل پور	۰۰	۳۰
میجر بشیر احمد صاحب پراچہ سرگودھا	۰۰	۲۰
چوہدری محمد شفیع صاحب "	۰۰	۱۰۰
ایس۔ اے خوشدل صاحب "	۰۰	۵۰
اہلیہ محترمہ " "	۰۰	۵۰
فقیر محمد صاحب ایجنسی ہسپتال گلگت	۰۰	۱۰
شادی خان صاحب چک ۱۱۳/۱۲ ضلع منٹگمری	۰۰	۲۵
حلیمہ ملک معرفت اظہر احمد صاحب مسلم انشورنس کمپنی لاہور	۰۰	۵۰
شیخ محمد شفیع صاحب ایسٹرن شو کمپنی ڈھاکہ	۰۰	۵۰
محمد سلیم صاحب چک ۳۲۷ N.R ضلع بہاولنگر	۰۰	۳۰
بیگم سیف اللہ صاحب ماڈل ٹاؤن لاہور	۰۰	۱۵
علی گوہر صاحب کراچی	۰۰	۱۰
ملک بشیر احمد صاحب ملتان چھاؤنی	۰۰	۲۰
اہلیہ صاحبہ مکرم ملک عمر علی صاحب مرحوم	۰۰	۵۰
عبد السمیع صاحب سیکرٹری مال از احباب جماعت کنری	۰۰	۲۶
ملک محمد مبارک احمد صاحب ریڈیو لائنز راولپنڈی	۰۰	۵۰
والدہ صاحبہ مرحومہ چوہدری لطف الرحمٰن صاحب راولپنڈی	۰۰	۲۰
بشیر احمد صاحب صراف سیکرٹری مال از جماعت ڈسکہ	۰۰	۱۳
مرزا ظہیر الدین صاحب از جماعت جیکب آباد	۰۰	۸۱
غلام رسول صاحب سیکرٹری مال از جماعت ملتان شہر	۰۰	۲۵
عبد الغنی صاحب کراچی	۰۰	۱۰
شیخ عبد الرشید صاحب اوورسیر کراچی	۰۰	۱۰
امۃ الباری صاحبہ سول لائن لاہور	۰۰	۱۰
شیخ محمد صدیق صاحب گھی والے تبولہ ضلع منٹگمری	۰۰	۲۰
مختلف احباب جماعت راولپنڈی بذریعہ مکرم اللہ بخش صاحب ریٹائرڈ پوسٹ ماسٹر	۰۰	۳۵

امتحان کمیشن صدر انجمن احمدیہ

امیدواران کمیشن کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ان کا تحریری امتحان مورخہ ۹ مئی ۱۹۶۵ء (۹/۵/۶۵) بروز اتوار ساڑھے آٹھ بجے صبح (۸½ بجے) مسجد مبارک ربوہ میں منعقد ہوگا۔ امیدواروں کو چاہیئے کہ وہ قلم دوات اور سادہ کاغذ اپنے ہمراہ لائیں۔ امتحان کے بعد اسی دن امیدواران کا انٹرویو شروع ہوگا۔ انٹرویو کی جگہ اور وقت کے متعلق امیدواروں کو امتحان کے دوران میں اطلاع کر دی جائے گی۔ اگر ضرورت ہوئی تو اگلے دن بھی یعنی دس مئی (۱۰/۵/۶۵) بروز سوموار کو انٹرویو جاری رہے گا۔ امیدواروں کو چاہیئے کہ وقت مقررہ پر پہنچ جائیں۔ اور میٹرک کا اصل سرٹیفکیٹ انٹرویو کے وقت ساتھ لائیں۔

(ناظر بیت المال ربوہ)

درخواست ہائے دعا

— میرے چھوٹے بھائی عزیز عبد الرشید صاحب بی۔ ایس سی ریڈیو انجینئر ریڈیو پاکستان کراچی کا بچہ ہمایوں رشید کئی دنوں سے شدید بیمار ہے۔ عبد العزیز واقف زندگی مہتمم مقامی خدام الاحمدیہ بمبئی

— میری والدہ صاحبہ محترمہ (اہلیہ صاحبہ چوہدری عطا محمد صاحب مرحوم ریٹائرڈ تحصیلدار) کافی عرصہ سے بیمار ہیں۔ نذیر احمد ڈپٹی پراجیکٹ منیجر گوجرانوالہ اکال گڑھ روڈ۔

— مکرم مرزا محمد سیف اللہ خان صاحب فاروق گورنمنٹ ہسپتال بہاولنگر میں داخل ہیں اور تشویشناک طور پر بیمار ہیں۔ بشارت الرحمٰن ایم۔ اے پروفیسر تعلیم الاسلام کالج ربوہ

— میرا چھوٹا بھائی عزیزم مشتاق احمد خان ایک عرصہ سے کراچی میں بیمار ہے۔ ملک مبارک احمد از لاہور۔

— خاکسار نے ٹانگ کے فریکچر سے صحت یاب ہو کر ڈیوٹی پر جانا شروع کر دیا ہے۔ بندہ کے بھائی عبد الحلیم نے بی۔ سی۔ ایس کا امتحان دیا ہوا ہے۔ خاکسار عبد الغفور زاہد ایم بی۔ ایس کیمبل پور

— مسجد احمدیہ گوجرانوالہ کا مقدمہ چل رہا ہے۔ سید سجاد احمد قائد مجلس خدام الاحمدیہ گوجرانوالہ

احباب ان سب کے لئے دعا فرمائیں۔

تلاش گمشدہ

ایک لڑکا شفیق احمد ولد نور حسین ساکنہ محلہ دار الرحمت ربوہ عمر ۱۵ سال رنگ گندمی سفید شلوار نیلی قمیص بچے کالے رنگ کا دھاری دار کوٹ اور ہوائی چپل پہنے ہوئے ہے ۲ اپریل ۱۹۶۵ء سے گم ہے۔ تمام احباب سے درخواست ہے کہ اگر یہ لڑکا کہیں ملے تو فوراً نظارت ہذا کو پہنچا کر مشکور فرمائیں۔

(ناظر امور عامہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ)

جو شخص استقامت اختیار نہیں کرتا وہ روحانی ترقی بھی حاصل نہیں کر سکتا

اس لئے ضروری ہے کہ انسان استقلال کے ساتھ صبر اور صلوٰۃ کی راہ پر گامزن ہو

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز استقامت کی اہمیت واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"اللہ تعالیٰ کے افعال پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ایک خاص قانون الٰہی تمام روحانی و جسمانی معاملات میں چلتا ہے۔ اس قانون کو نظر انداز کرنے سے انسان کبھی عمدہ ثمر اور پھل نہیں حاصل کر سکتا۔ جس طرف بھی ہم نظر اٹھا کر دیکھیں اور جس قسم کی اشیاء کو بھی دیکھیں یہی قانون نظر آتا ہے۔ وہ قانون یہ ہے کہ کوئی ایسی چیز نہیں معلوم ہوتی کہ جس کا ثمر اسی سے پیدا ہو۔ جب بھی کوئی نتیجہ نظر آتا ہے خواہ وہ روحانی اشیاء میں نظر آتا ہو یا جسمانی اشیاء میں یا تمدنی معاملات میں وہ ہمیشہ دو چیزوں سے ہی پیدا ہو گا۔ . . . دنیا میں ایک چیز کام نہیں کر سکتی بلکہ کئی چیزیں مل کر کام کرتی ہیں۔ انسان کا ایک چھوٹا سا کام دیکھنا ہے۔ لیکن اس میں آنکھیں کام نہیں کر سکتیں جب تک سورج کی روشنی نہ ہو اور پھر آنکھ کے خاص اعصاب نہ ہوں یہی حال کانوں کا ہے غرضیکہ کوئی چیز ایسی نہیں نظر آتی جو اکیلی ہی کافی ہو۔۔۔ یہی حال روحانیت کا ہے۔ روحانیت کے حصول میں بھی جب تک ساری کی ساری چیزیں نہ ہوں گی تب تک نتیجہ نہیں پیدا ہو گا۔ . . . . بہت لوگ ہیں جو کہتے ہیں ہمیں روحانیت نہیں حاصل ہوتی۔ حالانکہ وہ روحانیت حاصل کرنے کیلئے وہ کام نہیں کرتے جو اس کے لئے ضروری ہیں۔ اب مثلاً کوئی کھیت میں بیج نہ ڈالے اور کہے جی غلہ نہیں ہوتا۔ یا پھر بیج بھی ڈالے لیکن صحیح قاعدہ سے نہ ڈالے اور کہے کہ کھیتی نہیں ہوتی۔ تو اسے کون عقلمند کہیگا۔ پھر صحیح طور پر بیج بھی ڈالے لیکن پانی نہ ہو تو تب بھی غلہ نہیں ہو گا۔ یا پانی تو ہو لیکن کسی تصرف الٰہی کے ماتحت پانی مفید نہ ہو تب بھی غلہ نہیں ہو گا۔ یا مثلاً آم کے درخت کو کوئی اکھاڑ کر کہے کہ پھل دیوے تو یہ نہیں ہو گا یا وہ کہے کہ زمین آم دے یا پانی آم دے تو ایسا کبھی نہیں ہو گا۔ . . . بعینہٖ یہی حال روحانی ترقیات کا ہے۔ روحانی ترقی کے ثمرات بھی حاصل نہیں ہو سکتے۔ جب تک تمام باتوں کا لحاظ نہ ہو۔ اس کے لئے اِس وقت میں جس بات کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں وہ استقامت ہے جو شخص استقامت نہیں اختیار کرتا وہ روحانی ترقی بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ مثلاً ایک شخص صرف پانچ نمازیں پڑھتا ہے اور اتنی ہی زکوٰۃ دیتا ہے جتنی اس پر فرض ہے۔ یا روزے جتنے اس پر فرض ہیں اتنے ہی رکھتا ہے۔ تو یہ شخص ترقی کر جائے گا۔ لیکن ایک شخص ہے جو کبھی تو ساری ساری رات نماز پڑھتا ہے اور کبھی پانچ نمازیں بھی باجماعت نہیں پڑھتا۔ یہ کبھی روحانی ترقی نہیں حاصل کرے گا۔ پس خوب یاد رکھو جو لوگ باجماعت نماز نہیں پڑھتے وہ الگ بھی کبھی ٹھہر ٹھہر کر نماز نہیں پڑھیں گے اور جو لوگ اسی طرح نماز پڑھتے ہیں وہ کبھی روحانی ترقی نہیں حاصل کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ بھی قرآن کریم میں ترقیات کے حاصل کرنے کا ذریعہ یہی فرماتا ہے واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ کہ صبر و دعا کے ساتھ اعانت حاصل کرو۔ ایک طرف تو جس کام کو شروع کیا ہو اس کو نہ چھوڑے اور پھر تکبر نہ کرے کہ میں کام کرتا ہوں بلکہ اس کے ساتھ دعا کرے، کوشش کے بعد خدا سے دعائیں بھی کرنی چاہئیں تاکہ ایسا نہ ہو کہ کسی نقص کی وجہ سے غیر معمولی طور پر کوئی ایسا سامان پیدا ہو جو کوشش کو رائگاں کر دے۔ پس یہی ایک ذریعہ ہے کامیابی کا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دین میں سب سے زیادہ پسندیدہ کام وہ ہوتا تھا جس پر دوام ہو۔ یہ نہیں کہ ایک وقت تو خوب لمبی لمبی نمازیں پڑھے اور پھر بالکل ہی چھوڑ دے۔" (الفضل ۳۰ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

ضروری اعلان!

امسال مربیان کے سالانہ امتحان کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نصاب تجویز کر کے تاریخ امتحان ۲۵ اپریل ۶۵ء مقرر کی گئی تھی جو بعض وجوہات کی بناء پر تبدیل کر کے ۱۶ مئی ۱۹۶۵ء مقرر کی جاتی ہے جملہ مربیان مطلع رہیں۔ (ناظر اصلاح و ارشاد)

اعلانِ نکاح

مسجد مبارک میں ۱۷ اپریل ۱۹۶۵ء کو مکرم مولوی قمر الدین صاحب فاضل نے عزیز سعادت احمد چوہدری ابن مکرم چوہدری نثار احمد صاحب سرگودھا کا نکاح عزیزہ فریدہ امین بنت خان محمد امین خان صاحب نیروبی حال لندن کے ساتھ تین ہزار روپیہ مہر پر پڑھا۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس نکاح کو جانبین اور سلسلہ کے لئے خیر و برکت کا موجب اور مثمر ثمراتِ حسنہ بنائے آمین۔

(خاکسار (چوہدری) ظہور احمد آڈیٹر۔ ربوہ)

گورنمنٹ کالج لاہور کے اردو مباحثہ میں ٹی آئی کالج نے ٹرافی جیت لی

یہ امر احباب کے لئے باعث مسرت ہو گا کہ تعلیم الاسلام کالج کے اردو کے مقررین محمد کریم قمر بی اے سال دوم اور صاحبزادہ جمیل لطیف بی اے سال دوم نے گورنمنٹ کالج لاہور کے آل پاکستان اردو مباحثہ میں بالترتیب دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کر کے ٹرافی جیت لی۔ یاد رہے کہ اسی کالج سے اس سے قبل ینگ سپیکرز یونین کے زیر اہتمام ہونے والے آل پاکستان اردو مباحثہ میں بھی ہمارے کالج نے ٹرافی جیتی تھی۔

اس کے علاوہ جاوید حسن ایف ایس سی سال اوّل نے گورنمنٹ کالج جوہر آباد اور لاء کالج لاہور کے آل پاکستان اردو مباحثات میں بالترتیب دوم اور سوم انعامات حاصل کئے۔ نیز مرزا فرید احمد ایف ایس سی سال اوّل نے، اسلامیہ کالج لاہور کے آل پاکستان اردو مباحثہ میں دوسرا انعام حاصل کیا۔

(سیکرٹری کالج یونین)

محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب مغربی افریقہ کے دورہ پر ربوہ سے روانہ ہو گئے

اہل ربوہ نے کثیر تعداد میں جمع ہو کر آپ کو دلی دعاؤں کیساتھ رخصت کیا

ربوہ ۲۲ اپریل محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ و وکیل التبشیر تحریک جدید مغربی افریقہ کے احمدیہ مشنوں کا دورہ کرنے کی غرض سے آج مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۶۵ء کو صبح پونے آٹھ بجے بذریعہ موٹر کار ربوہ سے لاہور روانہ ہو گئے۔ وہاں سے آپ آج بذریعہ ہوائی جہاز کراچی پہنچنے کے بعد آج رات ہی وہاں سے بذریعہ طیارہ آگے روانہ ہو جائیں گے۔

اہل ربوہ نے بہت کثیر تعداد میں احاطہ دفاتر تحریک جدید میں جمع ہو کر آپ کو نہایت پرخلوص طور پر الوداع کہا۔ احباب نے باری باری آپ کو پھولوں کے ہار پہنائے اور مصافحہ و معانقہ کر کے دلی دعاؤں کے ساتھ آپ کو رخصت کیا۔ جب سب احباب مصافحہ و معانقہ کر چکے تو محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے اجتماعی دعا کرائی۔ جس میں جملہ حاضرین شریک ہوئے۔ دعا سے فارغ ہونے کے بعد آپ پونے آٹھ بجے صبح بذریعہ موٹر کار لاہور روانہ ہو گئے۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کا سفر و حضر میں حافظ و ناصر ہو۔ آپ بخیر و عافیت ایک منزل سے دوسری منزل پہنچیں اور نہایت درجہ کامیاب دورہ کے بعد بخیر و عافیت واپس تشریف لائیں۔ آپ کا یہ دورہ مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام کے موجودہ نظام کو مضبوط سے مضبوط تر اور وسیع سے وسیع تر کرنے کا موجب ثابت ہو اور غلبۂ اسلام کے ضمن میں اس کے نہایت عظیم الشان نتائج ظاہر ہوں۔ آمین اللھم آمین۔

گمشدہ کتاب۔ ایک کتاب شرح دیوان حسان بن ثابتؓ مطبوعہ مصر عبد الاحمی سے ایک روز قبل مسجد محمود یا دفاتر تحریک جدید میں کہیں رہ گئی ہے جن صاحب کو ملی ہو وہ وکالت تبشیر میں پہنچا کر ممنون فرمائیں۔ (مسعود احمد جہلمی۔ ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴